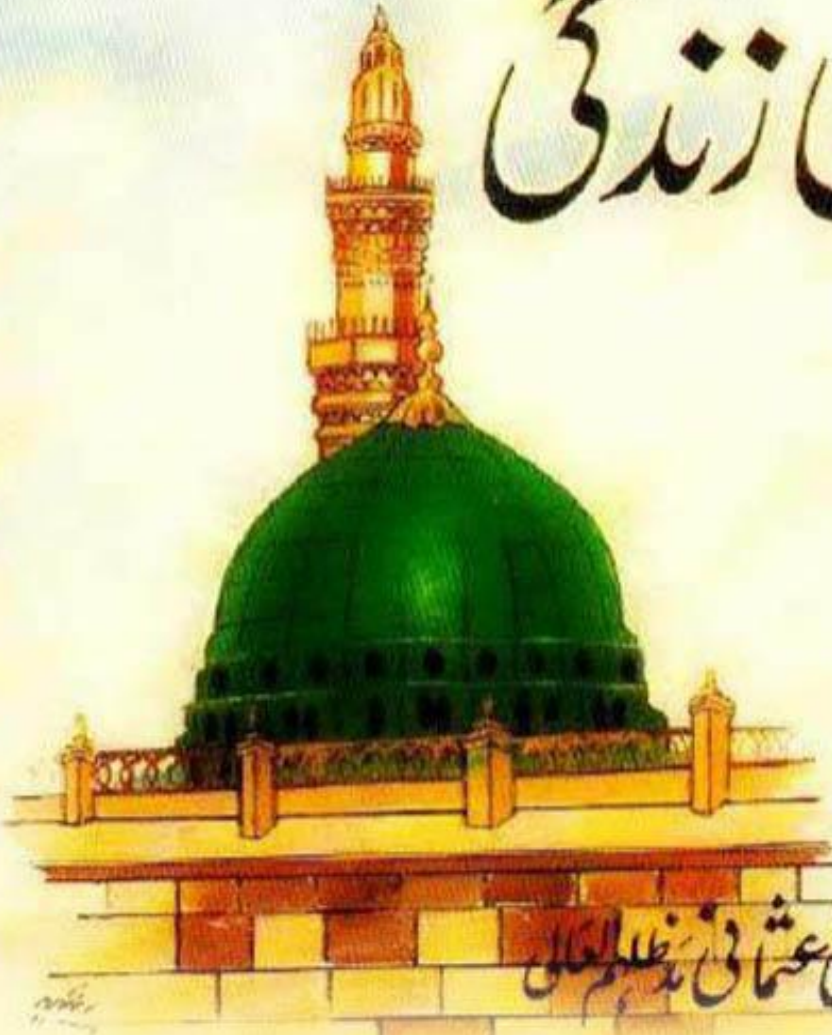


سلسلہ اصلاحی تخلیقات

۱۳ ۱۴

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیرت انبی اور ہماری زندگی

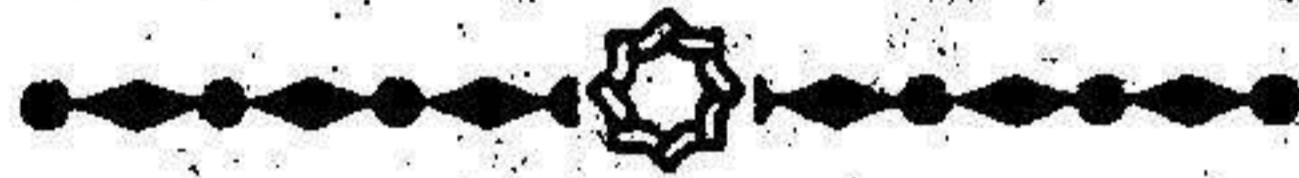


جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی

WWW.BOOKMAZA.COM

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

خطاب	➔ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم
ضبط و ترتیب	➔ محمد عبداللہ میمن صاحب
تاریخ	➔ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ بروز جمعہ
مقام	➔ جامع مسجد نعمان، لسبیلہ چوک۔ کراچی۔
باہتمام	➔ ولی اللہ میمن صاحب
ناشر	➔ میمن اسلامک پبلشرز



ملنے کے لیے

➤	میمن اسلامک پبلشرز، ۱/۱۸۸، لیاقت آباد، کراچی ۱۹
➤	دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی
➤	مکتبہ دارالعلوم کراچی ۱۴
➤	ادارۃ المعارف، دارالعلوم کراچی ۱۴
➤	کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، کراچی
➤	اقبال بک سینٹر صدر کراچی

فہرست مضامین

صفحہ نمبر

عنوان

۸	۱..... آپ کا تذکرہ باعث سعادت
۹	۲..... تاریخ انسانیت کا عظیم واقعہ
۹	۳..... ۱۴ ربیع الاول اور صحابہ کرام
۱۰	۴..... ”کرمس“ کی ابتداء
۱۱	۵..... ”کرمس“ کی موجودہ صورت حال
۱۲	۶..... ”کرمس“ کا انجام
۱۲	۷..... عید میلاد النبی کی ابتداء
۱۲	۸..... یہ ہندوانہ جشن ہے۔
۱۲	۹..... یہ اسلام کا طریقہ نہیں
۱۵	۱۰..... بنیے سے سینا سوباؤلا
۱۵	۱۱..... آپ کا مقصد بعثت کیا تھا؟
۱۷	۱۲..... انسان نمونے کا محتاج ہے
۱۸	۱۳..... ڈاکٹر کے لئے ”ہاؤس جاب“ لازم کیوں؟
۱۸	۱۴..... کتاب پڑھ کر قومہ نہیں بنا سکتے
۱۹	۱۵..... تنہا کتاب کافی نہیں
۲۰	۱۶..... تعلیمات نبوی کا نور و درکار ہے
۲۱	۱۷..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ہر ایا نور ہیں۔

۲۱	۱۸..... آپ کی ذات ہر شعبہ زندگی کا نمونہ تھی۔
۲۲	۱۹..... مجلس کا ایک ادب
۲۳	۲۰..... اتباع ہو تو ایسی۔
۲۴	۲۱..... میدان جنگ میں ادب کا لحاظ
۲۵	۲۱..... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا واقعہ
۲۵	۲۲..... اپنے آقا کی سنت نہیں چھوڑ سکتا۔
۲۷	۲۳..... ان احمقوں کی وجہ سے سنت چھوڑ دوں؟
۲۸	۲۳..... کسریٰ کے غرور کو خاک میں ملا دیا
۲۸	۲۵..... اپنا لباس نہیں چھوڑیں گے
۲۹	۲۶..... تلوار دیکھ لی۔ بازو بھی دیکھ
۳۰	۲۷..... یہ ہیں قلعہ ایران۔
۳۱	۲۸..... آج مسلمان ذلیل کیوں؟
۳۲	۲۹..... ہنسنے جانے سے جب تک ڈرو گے۔
۳۳	۳۰..... صاحب ایمان کے لئے اتباع سنت لازم ہے
۳۴	۳۱..... اپنی زندگی کا جائزہ لیں۔
۳۵	۳۲..... اللہ کے محبوب بن جاؤ۔
۳۶	۳۳..... یہ عمل کر لیں۔

- | | |
|----|--|
| ۳۷ | ۱..... آپ کا ذکر مبارک |
| ۳۸ | ۲..... سیرت طیبہ اور صحابہ کرام |
| ۳۹ | ۳..... اسلام رسی مظاہروں کا دین نہیں |
| ۴۰ | ۴..... آپ کی زندگی ہمارے لئے نمونہ ہے۔ |
| ۴۱ | ۵..... ہماری نیت درست نہیں۔ |
| ۴۲ | ۶..... نیت کچھ اور ہے |
| ۴۳ | ۷..... دوست کی ناراضگی کے ڈر سے شرکت |
| ۴۵ | ۸..... مقرر کا جوش دیکھنا مقصود ہے |
| ۴۵ | ۹..... وقت گزاری کی نیت ہے |
| ۴۶ | ۱۰..... ہر شخص سیرت طیبہ سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا |
| ۴۸ | ۱۱..... آپ کی سنتوں کا مذاق اڑایا جا رہا ہے |
| ۴۸ | ۱۲..... سیرت کے جلے اور بے پردگی |
| ۴۹ | ۱۳..... سیرت کے جلے اور موسیقی |
| ۵۰ | ۱۴..... سیرت کے جلے میں نمازیں قضا |
| ۵۱ | ۱۵..... سیرت کے جلے اور ایذاء مسلم |
| ۵۲ | ۱۶..... دوسروں کی نقالی میں جلوس |
| ۵۵ | ۱۷..... حضرت عمر اور حجر سود |
| ۵۶ | ۱۸..... خدا کے لئے اس طرز عمل کو بدلیں۔ |

سیرت طیبہ کے نام پر منعقد ہونے والی محفلوں میں عین محفل کے دوران ہم ایسے کام کرتے ہیں جو سرکارِ دو عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ قطعی خلاف میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا جا رہا ہے۔ آپ کی تعلیمات آپ کی سنتوں کا ذکر کیا جا رہا ہے لیکن عملاً ہم ان تعلیمات کا، ان سنتوں کا، ان ہدایات کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لیکر آئے تھے۔

سیرت طیبہ کے نام پر منعقد ہونے والی محفلوں میں عین محفل کے دوران ہم ایسے کام کرتے ہیں جو سرکارِ دو عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے قطعی خلاف میں، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا جا رہا ہے، آپ کی تعلیمات، آپ کی سنتوں کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ لیکن عملاً ہم ان تعلیمات کا، ان سنتوں کا، ان ہدایات کا مذاق اڑا رہے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے۔

سیرت النبی اور ہماری زندگی

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه و
نعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا، من يهده الله
فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له واشهد ان لا اله الا الله
وحده لا شريك له واشهد ان سيدنا ونبينا ومولانا محمداً عبده
ورسوله صلى الله تعالى عليه وعلى آله واصحابه وبارك
وسلم تسليماً كثيراً -

اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم
لقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة لمن كان يرجو الله
واليوم الاخر، وذكر الله كثيراً (سورة الاحزاب ۲۱)
آمنت بالله صدق الله مولانا العظيم وصدق رسوله النبي
الكريم، ونحن على ذلك من الشاهدين والشاكرين، والحمد لله

رب العالمین -

آپ کا تذکرہ باعث سعادت

۱۲ ربیع الاول ہمارے معاشرے، ہمارے ملک اور خاص کر برصغیر میں باقاعدہ ایک جشن اور ایک تہوار کی شکل اختیار کر گئی ہے۔ جب ربیع الاول کا مہینہ آتا ہے تو سارے ملک میں سیرت النبی اور میلاد النبی کا ایک غیر متناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک تذکرہ اتنی بڑی سعادت ہے کہ اس کے برابر کوئی اور سعادت نہیں ہو سکتی۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں آپ کے مبارک تذکرہ کو اس ماہ ربیع الاول کے ساتھ بلکہ صرف ۱۲ ربیع الاول کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے، اور یہ کہا جاتا ہے کہ چونکہ ۱۲ ربیع الاول کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ اس لئے آپ کا یوم ولادت منایا جائے گا۔ اور اس میں آپ کی سیرت اور ولادت، کا بیان ہو گا۔

لیکن یہ سب کچھ کرتے وقت ہم یہ بات بھول جاتے ہیں کہ جس ذات اقدس کی سیرت کا یہ بیان ہو رہا ہے، اور جس ذات اقدس کی ولادت کا یہ جشن منایا جا رہا ہے، خود اس ذات اقدس کی تعلیم کیا ہے؟ اور اس تعلیم کے اندر اس قسم کا تصور موجود ہے یا نہیں؟

تاریخ انسانیت کا عظیم واقعہ

اس میں کسی مسلمان کو شبہ نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دنیا میں تشریف لانا، تاریخ انسانیت کا اتنا عظیم واقعہ ہے کہ اس سے زیادہ عظیم، اس سے زیادہ پر مسرت، اس سے زیادہ مبارک اور مقدس واقعہ اس روئے زمین پر پیش نہیں آیا، انسانیت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا نور ملا، آپ کی مقدس شخصیت کی برکات نصیب ہوئیں، یہ اتنا بڑا واقعہ ہے کہ تاریخ کا اور کوئی واقعہ اتنا بڑا نہیں ہو سکتا، اور اگر اسلام میں کسی کے یوم پیدائش منانے کا کوئی تصور ہو تا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم پیدائش سے زیادہ کوئی دن اس بات کا مستحق نہیں تھا کہ اس کو منایا جائے، اور اس کو عید قرار دیا جائے، لیکن نبوت کے بعد آپ ۲۳ سال اس دنیا میں تشریف فرما رہے، اور ہر سال ربیع الاول کا مہینہ آتا تھا، لیکن نہ صرف یہ کہ آپ نے ۱۲ ربیع الاول کو یوم پیدائش نہیں منایا، بلکہ آپ کے کسی صحابی کے حاشیہ خیال میں بھی یہ نہیں گزرا کہ چونکہ ۱۲ ربیع الاول آپ کی پیدائش کا دن ہے۔ اس لئے اس کو کسی خاص طریقے سے منانا چاہئے۔

۱۲ ربیع الاول اور صحابہ کرام

اس کے بعد سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ اور تقریباً سو لاکھ صحابہ کرام کو اس دنیا میں چھوڑ گئے، وہ صحابہ

کرام ایسے تھے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سانس کے بدلے اپنی پوری جان نچھلور کرنے کے لئے تیار تھے۔ آپ کے جانشین، آپ پر فدا کار، آپ کے عاشق زار تھے۔ لیکن کوئی ایک صحابی ایسا نہیں ملے گا جس نے اہتمام کر کے یہ دن منایا ہو، یا اس دن کوئی جلسہ منعقد کیا ہو۔ یا کوئی جلوس نکلا ہو، یا کوئی چراغاں کیا ہو، یا کوئی جھنڈیاں سجائی ہوں، صحابہ کرام نے ایساں کیوں نہیں کیا؟ اس لئے کہ اسلام کوئی رسموں کا دین نہیں ہے۔ جیسا کہ دوسرے اہل مذاہب ہیں کہ ان کے ہاں چند رسومات ادا کرنے کا نام دین ہے۔ جب وہ رسمیں ادا کر لیں تو بس پھر چھٹی ہو گئی۔ بلکہ اسلام عمل کا دین ہے۔ اور یہ تو جنم روگ ہے کہ پیدائش سے لے کر مرتے دم تک ہر انسان اپنی اصلاح کی فکر میں لگا رہے۔ اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع میں لگا رہے۔

”کرمس“ کی ابتدا

یوم پیدائش منانے کا یہ تصور ہمارے یہاں عیسائیوں سے آیا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یوم پیدائش کرمس کے نام سے ۲۵ / دسمبر کو منایا جاتا ہے، تاریخ اٹھا کر دیکھیں گے تو معلوم ہو گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے تقریباً تین سو سال تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوم پیدائش منانے کا کوئی تصور نہیں تھا، آپ کے حواریں اور صحابہ کرام میں سے کسی نے یہ دن نہیں منایا، تین

سوسل کے بعد کچھ لوگوں نے یہ بدعت شروع کر دی۔ اور یہ کہا کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یوم پیدائش منائیں گے۔ اس وقت بھی جو لوگ دین عیسوی پر پوری طرح عمل پیرا تھے انہوں نے ان سے کہا کہ تم نے یہ سلسلہ کیوں شروع کیا ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں تو یوم پیدائش منانے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس میں کیا حرج ہے؟ یہ کوئی ایسی بری بات تو نہیں ہے، بس ہم اس دن جمع ہو جائیں گے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کریں گے۔ ان کی تعلیمات کو یاد دلائیں گے، اور اس کے ذریعہ سے لوگوں میں ان کی تعلیمات پر عمل کرنے کا شوق پیدا ہوگا، اس لئے ہم کوئی گناہ کا کام تو نہیں کر رہے ہیں۔ چنانچہ یہ کہہ کر یہ سلسلہ شروع کر دیا۔

”کرسمس“ کی موجودہ صورت حال

چنانچہ شروع شروع میں تو یہ ہوا کہ جب ۲۵ / دسمبر کی تاریخ آتی تو جمع میں ایک اجتماع ہوتا، ایک پادری صاحب کھڑے ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات اور آپ کی سیرت بیان کر دیتے۔ اس کے بعد اجتماع برحاست ہو جاتا۔ گویا کہ بے ضرر اور معصوم طریقے پر یہ سلسلہ شروع ہوا۔ لیکن کچھ عرصہ گزرنے کے بعد انہوں نے سوچا کہ ہم پادری کی تقریر تو گرا دیتے ہیں۔ مگر وہ خشک قسم کی تقریر ہوتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ نوجوان اور شوقین مزاج لوگ تو اس میں شریک نہیں ہوتے، اس لئے اس کو ذرا دلچسپ بنانا چاہئے، تاکہ لوگوں کے لئے دل

کش ہو۔ اور اس کو دلچسپ بنانے کے لئے اس میں موسیقی ہونی چاہئے، چنانچہ اس کے بعد موسیقی پر نظمیں پڑھی جانے لگیں، پھر انہوں نے دیکھا کہ موسیقی سے بھی کام نہیں چل رہا ہے، اس لئے اس میں ناچ گانا بھی ہونا چاہئے، چنانچہ پھر ناچ گانا بھی اس میں شامل ہو گیا، پھر سوچا کہ اس میں کچھ تماشے بھی ہونے چاہئیں۔ چنانچہ ہنسی مذاق کے کھیل تماشے شامل ہو گئے، چنانچہ ہوتے ہوتے یہ ہوا کہ وہ کرسمس جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات بیان کرنے کے نام پر شروع ہوا تھا، اب وہ عام جشن کی طرح ایک جشن بن گیا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ناچ گانا اس میں، موسیقی اس میں، شراب نوشی اس میں، قمار بازی اور جو اس میں، گویا کہ اب دنیا بھر کی ساری خرافات کرسمس میں شامل ہو گئیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات پیچھے رہ گئیں۔

”کرسمس“ کا انجام

اب آپ دیکھ لیجئے کہ مغربی ممالک میں جب کرسمس کا دن آتا ہے۔ تو اس میں کیا طوفان برپا ہوتا ہے، اس ایک دن میں اتنی شراب پی جاتی ہے کہ پورے سال اتنی شراب نہیں پی جاتی۔ اس ایک دن میں اتنے حادثات ہوتے ہیں کہ پورے سال اتنے حادثات نہیں ہوتے، اس ایک دن میں عورتوں کی عصمت دری اتنی ہوتی ہے کہ پورے سال اتنی نہیں ہوتی، اور یہ سب کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوم پیدائش کے نام پر ہو رہا ہے۔

میلاد النبی کی ابتدا

[اللہ تعالیٰ انسان کی نفسیات اور اس کی کمزوریوں سے واقف ہیں، اللہ تعالیٰ یہ جانتے تھے کہ اگر اسکو ذرا سا شوشہ دیا گیا تو یہ کہاں سے کہاں بات کو پہنچائے گا۔ اس واسطے کسی کے دن منانے کا کوئی تصور ہی نہیں رکھا] جس طرح ”کرسمس“ کے ساتھ ہوا، اسی طرح یہاں بھی ہوا کہ کسی بادشاہ کے دل میں خیال آگیا کہ جب عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یوم پیدائش مناتے ہیں تو ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم پیدائش کیوں نہ منائیں؟ چنانچہ یہ کہہ کر اس بادشاہ نے میلاد کا سلسلہ شروع کر دیا، شروع میں یہاں بھی یہی ہوا کہ میلاد ہوا جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا بیان ہوا۔ اور کچھ نعتیں پڑھی گئیں۔ لیکن اب آپ دیکھ لیں کہ کہاں تک نوت پہنچ چکی ہے۔

یہ ہندوانہ جشن ہے

یہ تو حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ چودہ سو سال گزرنے کے باوجود الحمد للہ وہاں تک اٹھی نوت نہیں پہنچی جس طرح عیسائیوں کے ہاں پہنچ چکی ہے۔ لیکن اب بھی دیکھ لو کہ سڑکوں پر کیا ہو رہا ہے، کس طرح روضہ اقدس کی شبیہیں کھڑی کی ہوئی ہیں، کس طرح کعبہ شریف کی شبیہیں کھڑی کی ہوئی ہیں۔ کس طرح لوگ اس

کے ارد گرد طواف کر رہے ہیں کس طرح اس کے چاروں طرف ریکارڈنگ ہو رہی ہے، کس طرح چراغاں کیا جا رہا ہے، اور کس طرح جھنڈیاں سجائی جا رہی ہیں، معذرتاً ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ یہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا کوئی جشن نہیں ہے۔ بلکہ جیسے ہندوؤں اور عیسائیوں کے عام جشن ہوتے ہیں اس طرح کا کوئی جشن ہے اور رفتہ رفتہ ساری خرابیاں اس میں جمع ہو رہی ہیں۔

یہ اسلام کا طریقہ نہیں

سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ یہ سب کچھ دین کے نام پر ہو رہا ہے، اور یہ سب کچھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نام پر ہو رہا ہے، اور سب کچھ یہ سوچ کر ہو رہا ہے کہ یہ بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔ اور یہ خیال کر رہے ہیں کہ آج ۱۲ ربیع الاول کو چراغاں کر کے، اور اپنی عملدوتوں کو روشن کر کے، اور اپنے راستوں کو سجا کر ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا حق ادا کر دیا، اور اگر ان سے پوچھا جائے کہ آپ دین پر عمل نہیں کرتے؟ تو جواب دیتے ہیں کہ ہمارے یہاں تو میلاد ہوتا ہے، ہمارے یہاں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یوم پیدائش پر چراغاں ہوتا ہے، اس طرح دین کا حق ادا ہو رہا ہے۔ حالانکہ یہ طریقہ اسلام کا طریقہ نہیں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نہیں ہے۔ آپ کے صحابہ کرام کا طریقہ نہیں ہے۔ اور اگر اس طریقے میں خیر و برکت ہوتی تو ابو بکر صدیق، فلوق اعظم،

عثمانی غنی، اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم اس سے چوکنے والے نہیں تھے۔

بنیہ سے سیانا سو باؤلا

میرے والد حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ ہندی زبان کی ایک مثل اور کہاوت سنایا کرتے تھے کہ ان کے یہاں یہ کہاوت بہت مشہور ہے کہ: (بنیہ سے سیانا سو باؤلا)

یعنی اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں تجارت میں بنیہ سے زیادہ سیانا اور ہوشیار ہوں، اور اس سے زیادہ تجارت جانتا ہوں، تو وہ باؤلا اور پاگل ہے اس لئے کہ حقیقت میں تجارت کے اندر کوئی شخص بنیہ سے زیادہ سیانہ نہیں ہو سکتا یہ کہاوت سنانے کے بعد حضرت والد صاحب فرماتے کہ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں صحابہ کرام سے زیادہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق ہوں اور صحابہ کرام سے زیادہ محبت رکھنے والا ہوں، وہ حقیقت میں پاگل ہے، بے وقوف اور احمق ہے۔ اس لئے کہ صحابہ کرام سے بڑا عاشق اور محبت کوئی اور نہیں ہو سکتا۔

آپ کا مقصد بعثت کیا تھا؟

صحابہ کرام کا یہ حال تھا کہ نہ جلوس ہے، نہ جلسہ ہے، نہ چراغاں ہے نہ جھنڈی ہے، اور نہ سجاوٹ ہے۔ لیکن ایک چیز ہے۔ وہ یہ

کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ زندگیوں میں رچی ہوئی ہے۔ ان کا ہر دن سیرت طیبہ کا دن ہے۔ ان کا ہر لمحہ سیرت طیبہ کا لمحہ ہے۔ ان کا ہر کام سیرت طیبہ کا کام ہے، کوئی کام ایسا نہیں تھا جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے خالی ہو۔ چونکہ وہ جانتے تھے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے کہ اپنا دن منوائیں اور اپنی تعریفیں کرائیں۔ اپنی شان میں قصیدے پڑھوائیں، خدانہ کرے اگر یہ مقصود ہوتا تو جس وقت کفار مکہ نے آپ کو یہ پیش کش کی تھی کہ اگر آپ سردار بننا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو اپنا سردار بنانے کے لئے تیار ہیں۔ اگر آپ مال و دولت کے طلب گار ہیں تو مال و دولت کے ڈھیر آپ کے قدموں میں لانے کے لئے تیار ہیں، اگر آپ حسن و جمل کے طلب گار ہیں تو عرب کا منتخب حسن و جمل آپ کی خدمت میں نذر کیا جاسکتا ہے۔ بشرطیکہ آپ اپنی تعلیمات کو چھوڑ دیں، اور یہ دعوت کا کام چھوڑ دیں۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ چیزیں مطلوب ہوتیں تو آپ ان کی اس پیش کش کو قبول کر لیتے۔ سرداری بھی ملتی، روپیہ پیسہ بھی مل جاتا، اور دنیا کی ہمدانی نعمتیں حاصل ہو جاتیں۔ لیکن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم میرے ایک ہاتھ میں آفتاب اور ایک ہاتھ میں ماہتاب بھی لا کر رکھ دو گے، تب بھی میں اپنی تعلیمات سے ہٹنے والا نہیں ہوں۔

کیا آپ دنیا میں اس لئے تشریف لائے تھے کہ لوگ میرے نام

پر عید میلاد النبی منائیں؟ بلکہ آپ کے آنے کا منشا وہ ہے جو قرآن کریم نے اس آیت میں بیان فرمایا کہ:

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوة حسنة لمن کان
یرجو اللہ والیوم الآخر، وذکر اللہ کثیراً
(سورۃ الاحزاب: ۲۱)

یعنی ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے پاس بہترین نمونہ بنا کر بھیجا ہے، تاکہ تم ان کی نقل اتارو، اور اس شخص کے لئے بھیجا ہے جو اللہ پر ایمان رکھتا ہو، اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتا ہو۔

انسان نمونے کا محتاج ہے

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نمونے کی کیا ضرورت ہے؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب نازل فرمادی تھی، ہم اس کو پڑھ کر اس کے احکام پر عمل کر لیتے؟ بات دراصل یہ ہے کہ نمونے بھیجنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ انسان کی فطرت اور جبلت یہ ہے کہ صرف کتاب اس کی اصلاح کے لئے اور اس کو کوئی فن، کوئی علم و ہنر سکھانے کے لئے کافی نہیں ہوتی، بلکہ انسان کو سکھانے کے لئے کسی مربی کے عملی نمونے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب تک نمونہ سامنے نہیں ہو گا، اس وقت تک محض کتاب پڑھنے سے کوئی علم اور کوئی فن نہیں آئے گا۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ نے اس کی فطرت میں داخل فرمائی ہے۔

ڈاکٹر کے لئے ”ہاؤس جاب“ لازم کیوں؟

لیک انسان اگر یہ سوچے کہ میڈیکل سائنس پر کتابیں لکھی ہوئی ہیں، میں ان کتابوں کو پڑھ کر دوسروں کا علاج شروع کر دوں۔ وہ پڑھنا بھی جانتا ہے۔ سمجھ دار بھی ہے۔ ذہین بھی ہے، اور اس نے کتابیں پڑھ کر علاج شروع کر دیا، تو وہ سوائے قبرستان آباد کرنے کے کوئی اور خدمت انجام نہیں دے گا۔

چنانچہ دنیا بھر کا قانون یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے ایم بی بی ایس کی ڈگری حاصل کر لی۔ اس کو اس وقت تک عام پریکٹس کرنے کی اجازت نہیں، جب تک وہ ایک مدت تک ہاؤس جاب نہ کرے، اور جب تک کسی ہسپتال میں کسی ماہر ڈاکٹر کی نگرانی میں عملی نمونہ نہیں دیکھے گا اس وقت تک صحیح ڈاکٹری نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ اس نے اب تک بہت سی چیزوں کو صرف کتاب میں پڑھا ہے، ابھی اسکے عملی نمونے اس کے سامنے نہیں آئے۔ اب مرض۔ کتابی تفصیل کے ساتھ۔ اس کی عملی صورت مریض کی شکل میں دیکھ کر اسے صحیح معنی میں علاج کرنا آئے گا اس کے بعد اس کو عام پریکٹس کی اجازت دے دی جائے گی۔

کتاب پڑھ کر قورمہ نہیں بنا سکتے۔

کھانے پکانے کی کتابیں بازار میں چھپی ہوئی موجود ہیں، اور ان میں ہر چیز کی ترکیب لکھی ہوئی ہے کہ بریانی اس طرح بنتی ہے، پلاؤ اس

طرح بنتا ہے، کباب اس طرح بنتے ہیں، قورمہ اس طرح بنتا ہے۔ اب ایک آدمی ہے جس نے آج تک کبھی کھانا نہیں بنایا، کتاب سامنے رکھ کر اور اس میں ترکیب پڑھ کر قورمہ بنالے، خدا جانے وہ کیا چیز تیار کرے گا۔ ہاں اگر کسی استاد اور جاننے والے نے اس کو سامنے بیٹھا کر بتا دیا کہ دیکھو، قورمہ اس طرح بنتا ہے، اور اس کی عملی تربیت دیدی، پھر وہ شاندار طریقے سے بنالے گا۔

تمہا کتاب کافی نہیں

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت یہ رکھی ہے کہ جب تک کسی مربی کا عملی نمونہ اس کے سامنے نہ ہو، اس وقت تک وہ صحیح راستے پر صحیح طریقے پر نہیں آسکتا۔ اور کوئی علم و فن صحیح طور پر نہیں سیکھ سکتا۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کا جو سلسلہ جاری فرمایا، وہ درحقیقت اسی مقصد کو بتانے کے لئے تھا کہ ہم نے کتاب تو بھیج دی۔ لیکن تمہا کتاب تمہاری رہنمائی کے لئے کافی نہیں ہوگی، جب تک اس کتاب پر عمل کرنے کے لئے نمونہ تمہارے سامنے نہ ہو، اس لئے قرآن کریم یہ کہہ رہا ہے کہ ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس غرض کے لئے بھیجا ہے کہ تم یہ دیکھو کہ یہ قرآن کریم تو ہماری تعلیمات ہیں اور یہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہماری تعلیمات پر عمل کرنے کا نمونہ ہیں۔

تعلیمات نبوی کا نور درکار ہے

قرآن کریم نے ایک اور جگہ پر کیا خوبصورت جملہ ارشاد فرمایا کہ:

”قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین“

(سورہ مائدہ: ۱۵)

یعنی تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک تو کھلی کتاب یعنی قرآن آیا ہے، اور اس کے ساتھ ایک نور آیا ہے، اس سے اشارہ اس بات کی طرف کر دیا کہ اگر کسی کے پاس کتاب موجود ہے، اور کتاب میں سب کچھ لکھا ہے۔ لیکن اس کے پاس روشنی نہیں ہے، نہ سورج کی روشنی ہے، نہ دن کی روشنی ہے، نہ بجلی کی روشنی ہے، نہ چراغ کی روشنی، بلکہ اندھیرا ہے۔ اس لئے اب روشنی کے بغیر اس کتاب سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اسی طرح اگر دن کی روشنی موجود ہے، بجلی کی روشنی موجود ہے۔ لیکن آنکھ کی روشنی نہیں ہے۔ تب بھی کتاب سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ لہذا جس طرح روشنی کے بغیر کتاب سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا، اسی طرح ہم نے قرآن کریم کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا نور بھیجا ہے جب تک تعلیمات کا یہ نور تمہارے پاس نہیں ہوگا، تم قرآن کریم نہیں سمجھ سکو گے، اور اس پر عمل کرنے کا طریقہ تمہیں نہیں آئے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سراپا نور ہیں

اب بعض نا اہل اور ناقدر شناس لوگ اس آیت کا یہ مطلب نکالتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ذاتی اعتبار سے بشر نہیں تھے۔ بلکہ ”نور“ تھے، ارے یہ تو دیکھو کہ یہ بجلی کا نور، یہ ٹیوب لائٹ کا نور، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے نور کے آگے کیا حیثیت رکھتا ہے۔؟ درحقیقت اس آیت میں یہ بتلانا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ تعلیم دے رہے ہیں۔ یہ وہ نور ہے جس کے ذریعے تم کتاب میں پر صحیح صحیح عمل کر سکو گے اور اس نمونہ کے بغیر تمہیں صحیح طرح عمل کرنے میں دشواری ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس لئے مبعوث فرمایا کہ آپ کی تعلیمات کا نور کتاب اللہ کی عملی تشریح کرے گا۔ یہ تمہیں تربیت دے گا۔ اور تمہارے سامنے ایک عملی نمونہ پیش کر کے دکھائے گا کہ یہ دیکھو اللہ کی کتاب پر اس طرح عمل کیا جاتا ہے، اور اب ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو ایک مکمل اور کامل نمونہ بنا دیا، یہ ایسا نمونہ ہے کہ انسانیت اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے، اور یہ نمونہ اس لئے بھیجا کہ تم اس کو دیکھو، اور اس کی نقل اٹارو، تمہارا کام بس یہی ہے،

آپ کی ذات ہر شعبہ زندگی کا نمونہ تھی

اگر تم باپ ہو تو یہ دیکھو کہ فاطمہ کے باپ (صلی اللہ علیہ وسلم)

کیا کرتے تھے؟ اگر تم شوہر ہو تو یہ دیکھو کہ عائشہ اور خدیجہ کے شوہر (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا کرتے تھے؟ اگر تم حاکم ہو تو یہ دیکھو کہ مدینہ کے حاکم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کس طرح حکومت کی اگر تم مزدور ہو تو یہ دیکھو کہ مکہ کی پہاڑیوں پر بکریاں چرانے والے مزدور (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا کرتے تھے؟ اگر تم تاجر ہو تو یہ دیکھو کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کی تجارت میں کیا طریقہ اختیار فرمایا؟ آپ نے تجارت بھی کی، زراعت بھی کی، مزدوری بھی کی، سیاست بھی کی، معیشت بھی کی، زندگی کا کوئی شعبہ نہیں چھوڑا جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات نمونہ کے طور پر موجود نہ ہو، بس! تم اس نمونے کو دیکھو اور اس کی پیروی کرو، اسی مقصد کے لئے ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے، اس لئے نہیں بھیجا کہ آپ کا یوم پیدائش منایا جائے، اس لئے نہیں بھیجا کہ آپ کا جشن منا کر یہ سمجھ لیا جائے کہ ہم نے ان کا حق ادا کر دیا۔ بلکہ اس لئے بھیجا کہ ان کی ایسی اتباع کرو، جیسی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اتباع کر کے دکھائی۔

مجلس کا ایک ادب

صحابہ کرام کو ہر آن اس بات کا دھیان تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کس طرح ہو؟ صحابہ کرام ویسے ہی صحابہ کرام نہیں بن گئے۔ سنئے: ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں خطبہ دے رہے تھے، خطبہ کے دوران آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگ مسجد

کے کناروں پر کھڑے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ آج کل بھی آپ نے دیکھا ہو گا کہ جب کوئی تقریر یا جلسہ ہوتا ہے تو کچھ لوگ کناروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں، وہ لوگ نہ تو بیٹھتے ہیں، اور نہ جاتے ہیں، اس طرح کناروں پر کھڑا ہونا مجلس کے ادب کے خلاف ہے، اگر تمہیں سنا ہے تو بیٹھ جاؤ، اور اگر نہیں سنا ہے تو جاؤ، اپنا راستہ دیکھو، اس لئے کہ اس طرح کھڑے ہونے سے بولنے والے کا ذہن بھی تشویش میں مبتلا ہوتا ہے، اور سننے والوں کا ذہن بھی انتشار کا شکار رہتا ہے۔

اتباع ہو تو ایسی

بہر حال :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کناروں پر کھڑے ہوئے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ”بیٹھ جاؤ“ جس وقت آپ نے یہ حکم دیا اس وقت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ابھی دروازے پر تھے، اور ابھی مسجد میں داخل نہیں ہوئے تھے، کہ اس وقت ان کے کان میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ آواز آئی کہ ”بیٹھ جاؤ“ آپ وہیں دروازے پر بیٹھ گئے، خطبہ کے بعد جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تو بیٹھنے کا حکم ان لوگوں کو دیا تھا جو یہاں مسجد کے کناروں پر کھڑے ہوئے تھے، لیکن تم تو دروازے پر تھے، اور دروازے پر بیٹھنے کو تو میں نہیں کہا تھا، تم وہاں کیوں بیٹھ گئے؟..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ جب حضور (اقدس صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ ارشاد کان میں پڑ گیا کہ ”بیٹھ جاؤ“ تو پھر عبداللہ بن مسعود

کی مجال نہیں تھی کہ وہ ایک قدم آگے بڑھائے.....
 اور یہ بات نہیں تھی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
 اس بات کو جانتے نہیں تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مجھے درازے پر بیٹھنے کا
 حکم نہیں دے رہے تھے، بلکہ اصل بات یہ تھی کہ جب حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم کا یہ ارشاد کان میں پڑ گیا کہ ”بیٹھ جاؤ“ تو اب اس کے بعد
 قدم نہیں اٹھ سکتا، صحابہ کرام کی اتباع کا یہ حال تھا، ویسے ہی صحابہ کرام
 نہیں بن گئے تھے، عشق و محبت کے دعوے دار تو بہت ہیں لیکن ان صحابہ
 کرام جیسا عشق کوئی لے کر تو آئے۔

(ابوداؤد کتاب الجمعہ باب الامام یحکم الرجل فی خطبہ)

میدان جنگ میں ادب کا لحاظ

میدان احد میں حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ سرکار
 دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تیر بر سائے جا رہے ہیں، تیروں کی
 بارش ہو رہی ہے، حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ یہ چاہتے ہیں کہ حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آڑ بن جائیں، لیکن اگر ان تیروں کی طرف
 سینہ کر کے آڑ بنتے ہیں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پشت
 ہو جاتی ہے اور یہ گوارا نہیں کہ میدان جنگ میں بھی حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم کی طرف پشت ہو جائے۔ چنانچہ آپ نے اپنا سینہ حضور اقدس صلی
 اللہ علیہ وسلم کی طرف اور پشت کفار کے تیروں کی طرف کر دی، اور اس
 طرح تیروں کو اپنی پشت پر لے رہے تھے، تاکہ جنگ کے میدان میں بھی

یہ بے ادبی نہ ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پشت ہو جائے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ مسجد نبوی سے بہت دور مکان لے لیا تھا، وہاں رہنے لگے تھے، اور دوری کی وجہ سے وہاں سے روزانہ مسجد نبوی میں حاضری دینا مشکل تھا، چنانچہ ان کے قریب ایک صاحب رہتے تھے، ان سے یہ طے کر لیا تھا کہ ایک دن تم مسجد نبوی چلے جایا کرو، اور ایک دن میں جایا کروں گا، جس دن تم جاؤ، اس دن واپس آکر مجھے یہ بتانا کہ آج حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا باتیں ارشاد فرمائیں، اور جب میں جایا کروں گا تو میں واپس آکر تمہیں بتا دیا کروں گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا باتیں ارشاد فرمائیں، تاکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی کوئی بات چھوٹے نہ پائے، اس طرح صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی چھوٹی باتوں اور سنتوں پر جان دی ہے۔

اپنے آقا کی سنت نہیں چھوڑ سکتا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے موقع پر معاملات طے کرنے کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلی بن کر مکہ اکرمہ تشریف لے گئے، وہاں جا کر اپنے چچا زاد بھائی کے گھر ٹھہر گئے، اور

جب صبح کے وقت مکہ کے سرداروں سے مذاکرات کے لئے گھر سے جانے لگے تو اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا پاجامہ ٹخنوں سے اوپر آدمی پنڈلی تک تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ تھا کہ ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانا تو بالکل ناجائز ہے۔ اگر ٹخنوں سے اوپر ہو تو جائز ہے۔ لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول اور عادت یہ تھی کہ آپ آدمی پنڈلی تک اپنا ازار رکھتے تھے، اس سے نیچے نہیں ہوتا تھا..... چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی نے کہا کہ جناب! عربوں کا دستور یہ ہے کہ جس شخص کا ازار اور تہبند جتنا لٹکا ہوا ہو، اتنا ہی اس آدمی کو بڑا سمجھا جاتا ہے، اور سردار قسم کے لوگ اپنی ازار کو لٹکا کر رکھتے ہیں اس لئے اگر آپ اپنی ازار اس طرح اونچی پہن کر ان لوگوں کے پاس جائیں گے تو اس صورت میں ان کی نظروں میں آپ کی وقعت نہیں ہوگی، اور مذاکرات میں جان نہیں پڑے گی، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب اپنے چچا زاد بھائی کی باتیں سنیں تو ایک ہی جواب دیا، فرمایا کہ:

لا! هكذا ازرنا صلی اللہ علیہ وسلم
 نہیں میں اپنا ازار اس سے نیچا نہیں کر سکتا، میرے آقا سرکار دو
 عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ازار ایسا ہی ہے، یعنی اب یہ لوگ مجھے اچھا
 سمجھیں، یا برا سمجھیں، میری عزت کریں، یا بے عزتی کریں، جو چاہیں
 کریں مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں، میں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا
 ازار دیکھ چکا ہوں، اور آپ کا جیسا ازار ہے، ویسا ہی میرا ہے گا اسے میں

تبدیل نہیں کر سکتا۔

ان احمقوں کی وجہ سے سنت چھوڑ دوں؟

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ، فتح ایران، جب ایران میں کسریٰ پر حملہ کیا گیا تو اس نے مذاکرات کے لئے آپ کو اپنے دربار میں بلایا، آپ وہاں تشریف لے گئے۔ جب وہاں پہنچے تو تواضع کے طور پر پہلے ان کے سامنے کھانا لاکر رکھا گیا، چنانچہ آپ نے کھانا شروع کیا، کھانے کے دوران آپ کے ہاتھ سے ایک نوالہ نیچے گر گیا..... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم یہ ہے کہ اگر نوالہ نیچے گر جائے تو اسکو ضائع نہ کرو وہ اللہ کا رزق ہے، اور یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رزق کے کون سے حصے میں برکت رکھی ہے، اس لئے اس نوالے کی نقدری نہ کرو، بلکہ اس کو اٹھا لو، اگر اس کے اوپر کچھ مٹی لگ گئی ہے تو اسکو صاف کر لو، اور پھر کھا لو..... چنانچہ جب نوالہ نیچے گرا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث یاد آگئی، اور آپ نے اس نوالے کو اٹھانے کے لئے نیچے ہاتھ بڑھایا، آپ کے برابر ایک صاحب بیٹھے تھے انہوں نے آپ کو کہنی مار کر اشارہ کیا کہ یہ کیا کر رہے ہو، یہ تو دنیا کی سپر طاقت کسریٰ کا دربار ہے، اگر تم اس دربار میں زمین پر گرا ہو نوالہ اٹھا کر کھاؤ گے تو ان لوگوں کے ذہنوں میں تمہاری وقعت نہیں رہے گی، اور یہ سمجھیں گے کہ یہ بڑے ندیدہ قسم کے لوگ ہیں، اس لئے یہ نوالہ اٹھا کر کھانے کا موقع نہیں ہے، آج اس کو چھوڑ دو۔

جواب میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے کیا عجیب
جملہ ارشاد فرمایا کہ:

اترك سنة رسول الله صلى عليه وسلم لهؤلاء الحمقى؟
کیا میں ان احمقوں کی وجہ سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی
سنت چھوڑ دوں؟ چاہے یہ اچھا سمجھیں، یا برا سمجھیں، عزت کریں، یا
ذلت کریں، یا مذاق اڑائیں، لیکن میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی
سنت نہیں چھوڑ سکتا۔ (تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۱۹)

کسریٰ کے غرور کو خاک میں ملا دیا

اب بتائیے کہ انہوں نے اپنی عزت کرائی یا آج ہم سنتیں چھوڑ
کر کروا رہے ہیں؟ عزت انہوں نے ہی کرائی، اور ایسی عزت کرائی کہ
ایک طرف تو سنت پر عمل کرتے ہوئے نوالہ اٹھا کر کھایا، تو دوسری طرف
ایران کے وہ کج گلاہ جو غرور کے مجتھے بنے ہوئے تھے، ان کا غرور ایسا
خاک میں ملایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا کہ:

إذا هلك كسرى فلا كسرى بعده

کہ جس دن کسریٰ ہلاک ہوا اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہے،
وہی اس کا نام و نشان مٹ گیا۔ صحیح بخاری کتاب الاشیاب باب ما لا یبقی الا سلام

اپنا لباس نہیں چھوڑیں گے

اس واقعہ سے پہلے یہ ہوا کہ حضرت حذیفہ بن یمان اور حضرت
ربیع بن عامر رضی اللہ عنہما جب مذاکرات کے لئے جانے لگے، اور

کسریٰ کے محل میں داخل ہونے لگے، تو اس وقت وہ اپنا وہی سیدھا سادہ لباس پہنے ہوتے تھے، چونکہ لباس سفر کر کے آئے تھے، اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ کپڑے کچھ میلے بھی ہوں، دربار کے دروازے پر جو دربان تھا، اس نے آپ کو اندر جانے سے روک دیا، اس نے کہا کہ تم اتنے بڑے بادشاہ کسریٰ کے دربار میں ایسے لباس میں جا رہے ہو؟ اور یہ کہہ کر اس نے ایک جبہ دیا کہ آپ یہ جبہ پہن کر جائیں حضرت ربیع بن عامر رضی اللہ عنہ اس دربان سے کہا کہ اگر کسریٰ کے دربار میں جانے کے لئے اس کا دیا ہوا جبہ پہننا ضروری ہے، تو پھر ہمیں اس کے دربار میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں، اگر ہم جائیں گے تو اسی لباس میں جائیں گے، اور اگر اس کو اس لباس میں ملنا منظور نہیں، تو پھر ہمیں بھی اس سے ملنے کا کوئی شوق نہیں لہذا ہم واپس جا رہے ہیں۔

تلوار دیکھ لی۔ بازو بھی دیکھ

اس دربان نے اندر پیغام بھیجا کہ یہ عجیب قسم کے لوگ آئے ہیں، جو جبہ لینے کو بھی تیار نہیں، اس دوران حضرت ربیع بن عامر رضی اللہ عنہ اپنی تلوار کے اوپر لپٹی ہوئی کتڑوں کو درست کرنے لگے، جو تلوار کے ٹوٹے ہوئے حصے پر لپٹی ہوئی تھیں۔ اس چوکیدار نے تلوار دیکھ کر کہا: ذرا مجھے اپنی تلوار تو دکھاؤ، آپ نے وہ تلوار اس کو دے دی، اس نے وہ تلوار دیکھ کر کہا کہ: کیا تم اس تلوار سے ایران فتح کرو گے؟ حضرت ربیع بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابھی تک تم نے صرف تلوار

دیکھی ہے: تلوار چلانے والا ہاتھ نہیں دیکھا، اس نے کہا کہ اچھا ہاتھ بھی دکھا دو، حضرت ربیع بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاتھ دیکھنا چاہتے ہو تو ایسا کرو کہ تمہارے پاس تلوار کا وار روکنے والی جو سب سے زیادہ مضبوط ڈھال ہو وہ منگوا لو، اور پھر میرا ہاتھ دیکھو، چنانچہ وہاں جو سب سے زیادہ مضبوط لوہے کی ڈھال تھی، جس کے بدے میں یہ خیال کیا جاتا تھا کہ کوئی تلوار اس کو نہیں کاٹ سکتی، وہ منگوائی گئی، حضرت ربیع بن عامر نے فرمایا کہ کوئی شخص اس کو میرے سامنے لے کر کھڑا ہو جائے، چنانچہ ایک آدمی اس ڈھال کو لے کر کھڑا ہو گیا، تو حضرت ربیع بن عامر نے وہ تلوار جس پر کترنیں لپٹی ہوئی تھیں، اس کا ایک وار جو کیا تو اس ڈھال کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ سب لوگ یہ نظارہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ خدا جانے یہ کیسی مخلوق آگئی ہے۔

یہ ہیں فاتح ایران

بہر حال! اس کے بعد دربان نے اندر پیغام بھیجا کہ یہ ایک عجیب و غریب مخلوق آئی ہے۔ جو نہ تمہارا دیا ہوا لباس پہنتی ہے، اور ان کی تلوار بظاہر تو ٹوٹی پھوٹی نظر آتی ہے، لیکن اس نے ڈھال کے دو ٹکڑے کر دیئے، چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد ان کو اندر بلوایا گیا..... کسریٰ کے دربار کا دستور یہ تھا کہ وہ خود تو کرسی پر بیٹھا رہتا تھا اور سارے درباری سامنے کھڑے رہتے تھے..... حضرت ربیع بن عامر رضی اللہ عنہ نے کسریٰ سے کہا کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے پیروکار

ہیں، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات سے منع کیا ہے کہ ایک آدمی بیٹھا رہے اور باقی آدمی اس کے سامنے کھڑے رہیں، لہذا ہم اس طرح سے مذاکرات کرنے کے لئے تیار نہیں، یا تو ہمارے لئے بھی کرسیاں منگوائی جائیں، یا کرسی بھی ہمارے سامنے کھڑا ہو..... کرسی نے جب یہ دیکھا کہ یہ لوگ تو ہماری توہین کرنے کے لئے آگئے، چنانچہ اس نے حکم دیا کہ ایک مٹی کا ٹوکرا بھر کر ان کے سر پر رکھ کر ان کو واپس روانہ کر دو۔ میں ان سے بات نہیں کرتا، چنانچہ ایک مٹی کا ٹوکرا ان کو دیدیا گیا۔ حضرت ربیع بن عامر رضی اللہ عنہ جب دربار سے نکلنے لگے تو جاتے ہوئے یہ کہا کہ: اے کرسی! یہ بات یاد رکھنا کہ تم نے ایران کی مٹی ہمیں دے دی۔ یہ کہہ کر روانہ ہو گئے..... ایرانی لوگ بڑے توہم پرست قسم کے لوگ تھے، انہوں نے سوچا کہ یہ جو کہا کہ ”ایران کی مٹی ہمیں دے دی“ یہ تو بڑی بد فلی ہو گئی، اب کرسی نے فوراً ایک آدمی پیچھے دوڑایا کہ جاؤ جلدی سے وہ مٹی کا ٹوکرا واپس لے آؤ۔ اب حضرت ربیع بن عامر رضی اللہ عنہ کہاں ہاتھ آنے والے تھے، چنانچہ وہ لے جانے میں کامیاب ہو گئے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا تھا کہ ایران کی مٹی انہی ٹوٹی ہوئی تلوار والوں کے ہاتھ میں ہے۔

آج مسلمان ذلیل کیوں؟

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی اتباع میں، آپ کی سنتوں کی تعمیل میں، ان حضرات صحابہ نے دنیا بھر میں اپنا لوہا منوایا، اور

آج ہم پر یہ خوف مسلط ہے کہ اگر فلاں سنت پر عمل کر لیا، تو لوگ کیا کہیں گے، اگر فلاں سنت پر عمل کر لیا، تو دنیا والے مذاق اڑائیں گے۔ انگلینڈ مذاق اڑائے گا۔ فلاں ملک والے مذاق اڑائیں گے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ساری دنیا میں آج ذلیل ہو رہے ہیں، آج دنیا کی ایک تہائی آبادی مسلمانوں کی ہے، آج دنیا میں جتنے مسلمان ہیں، اتنے مسلمان اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئے، اور آج مسلمانوں کے پاس جتنے وسائل ہیں، اتنے وسائل اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئے، لیکن حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا تھا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ تمہاری تعداد تو بہت ہو گی لیکن تم ایسے ہو گے جیسے سیلاب میں بہتے ہوئے تنکے ہوتے ہیں، جن کا اپنا کوئی اختیار نہیں ہوتا، آج ہمارا یہ حال ہے، کہ اپنے دشمنوں کو راضی کرنے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ اپنے اخلاق چھوڑے، اپنے اعمال چھوڑے، اپنی سیرتیں چھوڑیں، اپنے کردار چھوڑے، اور اپنی صورت تک بدل ڈالی، سر سے لے کر پاؤں تک ان کی نقل اتار کر یہ دکھا دیا کہ ہم تمہارے غلام ہیں، لیکن وہ پھر بھی خوش نہیں ہیں، اور روزانہ پٹائی کرتے ہیں، کبھی اسرائیل پٹائی کر رہا ہے۔ کبھی کوئی دوسرا ملک پٹائی کر رہا ہے، لہذا ایک مسلمان جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت چھوڑ دے گا تو یاد رکھو اس کے لئے ذلت کے سوا کچھ نہیں ہے۔

ہنسے جانے سے جب تک ڈرو گے

ایک شاعر گزرے ہیں اسعد ملتانی مرحوم، انہوں نے بڑے اچھے

حکیمانہ شعر کہے ہیں: فرماتے ہیں کہ:

کسی کا آستلہ اونچا ہے اتنا

کہ سر جھک کر بھی اونچا ہی رہے گا
ہنے جلنے سے جب تک تم ڈرو گے

زمانہ تم پر ہنستا ہی رہے گا

جب تک تم اس بات سے ڈرو گے کہ فلاں ہنسے گا، فلاں

مذاق اڑائے گا تو زمانہ ہنستا ہی رہے گا، اور دیکھ لو کہ ہنس رہا ہے، اور اگر

تم نے نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پر اپنا سر

رکھ دیا اور آپ کی سنتوں کی اتباع کر لی تو پھر دیکھو کہ دنیا تمہاری کیسی

عزت کرتی ہے۔

صاحب ایمان کے لئے اتباع سنت لازم ہے

یہاں ایک بات اور عرض کر دوں، وہ یہ کہ ایک سوال پیدا ہوتا

ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ سنتیں چھوڑنے سے ذلت ہوتی ہے، لیکن ہم

دیکھتے ہیں کہ سداے کفار و مشرکین، امریکہ اور دوسرے یورپی ممالک

والے، سب نے سنتیں چھوڑ رکھی ہیں۔ اور اسکے باوجود وہ خوب ترقی

کر رہے ہیں، اور خوب ان کی عزت ہو رہی ہے، ان کو کیوں ترقی ہو

رہی ہے؟

بات اصل میں یہ ہے کہ تم صاحب ایمان ہو، تم نے محمد رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھا ہے، تم جب تک ان کے قدموں پر

سر نہیں رکھو گے، اس وقت تک اس دنیا میں تمہاری پٹائی ہوتی رہے گی، اور تمہیں عزت حاصل نہیں ہوگی، کافروں کے لئے تو صرف دنیا ہی دنیا ہے، وہ اس دنیا میں ترقی کریں، عزت کرائیں، جو چاہے کرائیں، تم اپنے آپ کو ان پر قیاس مت کرو، چودہ سو سال کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں، جب تک مسلمانوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کیا، اس وقت تک عزت بھی پائی، شوکت بھی حاصل کی، اقتدار بھی حاصل کیا، لیکن جب سے سنتیں چھوڑ دی ہیں، اس وقت سے دیکھ لو، کیا حالت ہے۔

اپنی زندگی کا جائزہ لیں

بہر حال! تقریریں تو ہوتی رہتی ہیں، جلسے بھی ہوتے رہتے ہیں، لیکن اس تقریر کے نتیجے میں ہمارے اندر کیا فرق واقع ہوا؟ اس لئے آج ایک کام کا عہد کریں کہ ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی کونسی سنت پر عمل کر رہے ہیں۔ اور کونسی سنت پر عمل نہیں کر رہے ہیں۔ اور کونسی سنت ایسی ہے جس پر ہم فوراً عمل شروع کر سکتے ہیں۔ اور کونسی سنت ایسی ہے جس میں تھوڑی سی توجہ کی ضرورت ہے؟ لہذا جو سنت ایسی ہے جس پر ہم فوراً عمل شروع کر سکتے ہیں، وہ آج سے شروع کر دیں۔ اور اس کا اہتمام کریں۔

اللہ کے محبوب بن جاؤ

ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے، کہ بیت الخلا یا غسل خانے میں داخل ہو رہے ہو، بائیں پاؤں پہلے داخل کر دو، اور داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھ لو کہ ”اللہم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث“ اور یہ نیت کر لو کہ یہ کلام میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں کر رہا ہوں، بس پھر جس وقت یہ کام کرو گے اللہ تعالیٰ کی محبوبیت حاصل ہو جائے گی، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ:

فاتبعونی یحبکم اللہ (سورہ ال عمران: ۳۱)

”اگر تم میری اتباع کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنا لیں گے“ لہذا اگر چھوٹے چھوٹے کام، سنت کا لحاظ کرتے ہوئے کر لئے جائیں، بس محبوبیت حاصل ہونے لگے گی، اور جب سراپا اتباع بن جاؤ گے تو کامل محبوب ہو جاؤ گے، ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے میں نے مدتوں اس بات کی ریاضت اور مشق کی ہے کہ گھر میں داخل ہوا، کھانا سامنے چنا ہوا ہے، بھوک شدت کی لگی ہوئی ہے۔ اور کھانے کو دل چاہ رہا ہے..... لیکن ایک لمحے کے لئے رک گئے کہ کھانا نہیں کھائیں گے، پھر دوسرے لمحے دل میں یہ خیال لائے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تھی کہ جب آپ کے سامنے اچھا کھانا آتا تھا تو آپ اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کر کے کھا

لیتے تھے، اب ہم بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں کھانا
 کھائیں گے..... لہذا اب جو کھانا کھایا، وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
 کی اتباع میں کھایا، اور اس پر اللہ تعالیٰ کی محبوبیت بھی حاصل ہو گئی، اور
 طبیعت بھی سیر ہو گئی۔

یہ عمل کر لیں

گھر میں داخل ہوئے، اور بچہ کھیلتا ہوا اچھا معلوم ہوا، اور دل
 چاہا کہ اس کو گود میں اٹھالیں، لیکن ایک لمحے رک گئے کہ نہیں اٹھائیں
 گے، پھر دوسرے لمحے دل میں یہ خیال لائے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم بچوں پر شفقت فرماتے ہوئے ان کو گود میں اٹھانیا کرتے تھے،
 میں بھی آپ کی اتباع میں بچے کو گود میں اٹھاؤنگا، چنانچہ حضور اقدس
 صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں جب بچے کو اٹھایا تو یہ عمل اللہ تعالیٰ کی محبوبیت
 کا ذریعہ بن گیا..... دنیا کا کوئی ایسا کام نہیں ہے جس میں اتباع سنت کی
 نیت نہ کر سکتے ہوں، آپ کی سنتوں پر کتاب چھپی ہوئی ہے ”اسوہ
 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم“ وہ کتاب سامنے رکھ لیں۔ ایک ایک
 سنت دیکھتے جائیں اور اپنی زندگی میں داخل کرتے جائیں، پھر دیکھو گے
 انشاء اللہ ان سنتوں کا کیسا سہو حاصل ہوتا ہے، اور پھر تمہارا ہر دن
 سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دن ہو گا، اور ہر لمحہ سیرت النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کا لمحہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو اس پر عمل کرنے
 کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

سیرت النبی کے جلسے اور جلوس

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه، ونعوذ
بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا
مضل له ومن يضلله فلا هادي له، واشهد ان لا اله الا الله وحده
لا شريك له، واشهد ان سيدنا وسيدتنا ونبينا ومولانا محمداً عبده
ورسوله، صلى الله تعالى عليه وعلى آله واصحابه وبارك وسلم
تسليماً كثيراً كثيراً -

اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم،
لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة لمن كان يرجو الله واليوم
الآخر وذکر الله كثيراً ○ (سورة الاحزاب: ۲۱)
آمنت بالله صدق الله مولانا العظيم، وصدق رسوله النبي
الكريم، ونحن على ذلك من الشاهدين والشاكرين، والحمد لله
رب العالمين -

آپ کا ذکر مبارک

بزرگان محترم وبراہر ان عزیز، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر
مبارک انسان کی عظیم ترین سعادت ہے اور اس روئے زمین پر کسی بھی
ہستی کا تذکرہ اتنا باعث اجر و ثواب اتنا باعث خیر و برکت نہیں ہو سکتا جتنا

سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ہو سکتا ہے۔
لیکن تذکرہ کے ساتھ ساتھ ان سیرت طیبہ کی محفلوں میں ہم نے بہت
سی ایسی غلط باتیں شروع کر دی ہیں۔ جن کی وجہ سے ذکر مبارک کا صحیح
فائدہ اور صحیح ثمرہ ہمیں حاصل نہیں ہو رہا ہے۔

سیرت طیبہ اور صحابہ کرام

ان غلطیوں میں سے ایک غلطی یہ ہے کہ ہم نے سرکارِ دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک صرف ایک مہینے یعنی ربیع الاول کے
ساتھ خاص کر دیا ہے، اور ربیع الاول کے بھی صرف ایک دن اور ایک
دن میں بھی صرف چند گھنٹے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر کے ہم
یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کر دیا ہے، یہ
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے ساتھ اتنا بڑا ظلم ہے کہ
اس سے بڑا ظلم سیرت طیبہ کے ساتھ کوئی اور نہیں ہو سکتا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی پوری زندگی میں
کہیں یہ بات آپ کو نظر نہیں آئے گی۔ اور نہ آپ کو اس کی ایک مثال
ملے گی کہ انہوں نے ۱۲ ربیع الاول کو خاص جشن منایا ہو۔ عید میلاد النبی
کا اہتمام کیا ہو، یا اس خاص مہینے کے اندر سیرت طیبہ کی محفلیں منعقد کی
ہوں۔ اس کے بجائے صحابہ کرام کا طریقہ یہ تھا کہ ان کی زندگی کا ایک
ایک لمحہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرہ کی حیثیت رکھتا تھا۔

جہاں دو صحابہ طے انہوں نے آپ کی احادیث اور آپ کے ارشادات آپ کی دی ہوئی تعلیمات، آپ کی حیات طیبہ کے مختلف واقعات کا تذکرہ شروع کر دیا۔ اس لئے ان کی ہر محفل سیرت طیبہ کی محفل تھی۔ ان کی ہر نشست سیرت طیبہ کی نشست تھی۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور تعلق کے اظہار کے لئے رسمی مظاہروں کی ضرورت نہ تھی کہ عید میلاد النبی منائی جا رہی ہے اور جلوس نکالے جا رہے ہیں۔ جلسے ہو رہے ہیں۔ چراغاں کیا جا رہا ہے۔ اس قسم کے کاموں کی صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں ایک مثال بھی پیش نہیں کی جاسکتی۔

اسلام آر سی مظاہروں کا دین نہیں

بات درحقیقت یہ تھی کہ رسمی مظاہرہ کرنا صحابہ کرام کی عادت نہیں تھی، وہ اس کی روح کو اپنائے ہوئے تھے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں کیوں تشریف لائے تھے؟ آپ کا کیا پیغام تھا؟ آپ کی کیا تعلیم تھی؟ آپ دنیا سے کیا چاہتے تھے؟ اس کام کے لئے انہوں نے اپنی ساری زندگی کو وقف کر دیا۔ لیکن اس قسم کے رسمی مظاہرے نہیں کئے۔ اور یہ طریقہ ہم نے غیر مسلموں سے لیا ہے۔ ہم نے دیکھا کہ غیر مسلم اقوام اپنے بڑے بڑے لیڈروں کے دن منایا کرتی ہیں۔ اور ان دنوں میں خاص جشن اور خاص محفل منعقد کرتی ہیں اور ان کی دیکھا دیکھی ہم نے سوچا کہ ہم بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرہ کے لئے عید

میلا دالنبی منائیں گے۔ اور یہ نہیں دیکھا کہ جن لوگوں کے نام پر کوئی دن منایا جاتا ہے۔ در حقیقت یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کی زندگی کے تمام لمحات کو قابل اقتداء اور قابل تقلید نہیں سمجھا جاسکتا، بلکہ یا تو وہ سیاسی لیڈر ہوتا ہے۔ یا کسی اور دنیاوی معاملے میں لوگوں کا قائد ہوتا ہے، تو صرف اس کی یاد تازہ کرنے کے لئے اس کا دن منایا۔ لیکن اس قائد کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ قابل تقلید ہے۔ اور اس نے دنیا میں جو کچھ کیا، وہ صحیح کیا ہے، وہ معصوم اور غلطیوں سے پاک تھا لہذا اس کی ہر چیز کو اپنایا جائے۔ ان میں سے کسی کے بارے میں بھی یہ نہیں کہا جاسکتا.....

آپ کی زندگی ہمارے لئے نمونہ ہے

لیکن یہاں تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ کو بھیجا ہی اس مقصد کے لئے تھا کہ آپ انسانیت کے سامنے ایک مکمل اور بہترین نمونہ پیش کریں، ایسا نمونہ بن جائیں، جس کو دیکھ کر لوگ نقل اتاریں۔ اس کی تقلید کریں، اس پر عمل پیرا ہوں، اور اپنی زندگی کو اس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں۔ اس غرض کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا میں بھیجا گیا تھا۔ آپ کی زندگی کا ایک لمحہ ہمارے لئے ایک مثال ہے، ایک نمونہ ہے۔ اور ایک قابل تقلید عمل ہے۔ اور ہمیں آپ کی زندگی کے ایک ایک لمحے کی نقل اتارنی ہے۔ اور ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمارا یہ

فریضہ ہے، لہذا ہم نبی کریم صلی اللہ وسلم کو دنیا کے دوسرے لیڈروں پر قیاس نہیں کر سکتے۔ کہ ان کا ایک دن منالیا اور بات ختم ہو گئی بلکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کو ہماری زندگی کے ایک ایک شعبے کے لئے اللہ تعالیٰ نے نمونہ بنا دیا ہے۔ اور سب چیزوں میں ہمیں ان کی اقتدا کرنی ہے، ہمارا زندگی کا ہر دن ان کی یاد منانے کا دن ہے۔

ہماری نیت درست نہیں

دوسری بات یہ ہے کہ سیرت کی محفلیں اور جلسے جگہ جگہ منعقد ہوتے ہیں، اور ان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو بیان کیا جاتا ہے لیکن بات دراصل یہ ہے کہ کام کتنا ہی اچھے سے اچھا کیوں نہ ہو۔ مگر جب تک کام کرنے والے کی نیت صحیح نہیں ہوگی جب تک اس کے دل میں داعیہ اور جذبہ صحیح نہیں ہوگا۔ اس وقت تک وہ کام بے کار، بے فائدہ، بے مصرف، بلکہ بعض اوقات مضر، نقصان دہ اور باعث گناہ بن جاتا ہے، دیکھئے، نماز کتنا اچھا عمل ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور قرآن حدیث نماز کے فضائل سے بھرے ہوئے ہیں، لیکن اگر کوئی شخص نماز اس لئے پڑھ رہا ہے تاکہ لوگ مجھے نیک متقی اور پارسا سمجھیں، ظاہر ہے کہ وہ ساری نماز اکارت ہے، بے فائدہ ہے، بلکہ ایسی نماز پڑھنے سے ثواب کے بجائے الٹا گناہ ہوگا، حدیث شریف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

من صلی یرائی فقد اشرك باللہ (مسند احمد، ج ۴ ص ۱۲۶)

”جو شخص لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز پڑھے تو گویا کہ اس نے اللہ کے ساتھ دوسرے کو شریک ٹھیرایا ہے“

اس لئے کہ وہ نماز اللہ کو راضی کرنے کے لئے نہیں پڑھ رہا ہے۔ بلکہ مخلوق کو راضی کرنے کے لئے اور مخلوق میں اپنا تقویٰ اور نیکی کا رعب جمانے کے لئے پڑھ رہا ہے، اس لئے وہ ایسا ہے جیسے اس نے اللہ کے ساتھ مخلوق کو شریک ٹھیرایا، اتنا اچھا کام تھا، لیکن صرف نیت کی خرابی کی وجہ سے بیکار ہو گیا، اور الثابعت گناہ بن گیا۔

یہی معاملہ سیرت طیبہ کے سننے اور سنانے کا ہے۔ اگر کوئی شخص سیرت طیبہ کو صحیح مقصد، صحیح نیت اور صحیح جذبے سے سنتا اور سنانا ہے تو یہ کام بلاشبہ عظیم الشان ثواب کا کام ہے اور باعث خیر و برکت ہے۔ اور زندگی میں انقلاب لانے کا موجب ہے، لیکن اگر کوئی شخص سیرت طیبہ کو صحیح نیت سے نہیں سنتا، اور صحیح نیت سے نہیں سنانا ہے، بلکہ اس کے ذریعہ کچھ اور اغراض و مقاصد دل میں چھپے ہوئے ہیں۔ اور جن کے تحت سیرت طیبہ کے جلے اور محفلیں منعقد کی جا رہی ہیں۔ تو بھائیو! یہ بڑے گھائے کا سودا ہے، اس لئے کہ ظاہر میں تو نظر آرہا ہے کہ آپ بہت نیک کام کر رہے ہیں، لیکن حقیقت میں وہ الثابعت کا سبب بن رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب اور عتاب کا سبب بن رہا ہے۔

نیت کچھ اور ہے

اس نقطہ نظر سے اگر ہم اپنا جائزہ لے کر دیکھیں، اور سچے دل

سے نیک نیتی کے ساتھ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ ان تمام محفلوں میں جو کراچی سے پشاور تک منعقد ہو رہی ہیں، کیا ان کے منتظمین اس بناء پر محفل منعقد کر رہے ہیں کہ ہمارا مقصد اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے؟ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی مقصود ہے؟ کیا اس لئے محفل منعقد کر رہے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تعلیمات ان محفلوں میں سنیں گے ان کو اپنی زندگی میں ڈھالنے کی کوشش کریں گے؟ بعض اللہ کے نیک بندے ایسے بھی ہوں گے جن کی یہ نیت ہوگی۔ لیکن ایک عام طرز عمل دیکھئے تو یہ نظر آئے گا کہ محفل منعقد کرنے کے مقاصد ہی کچھ اور ہیں۔ نیتیں ہی کچھ اور ہیں، یہ نیت نہیں ہے کہ اس جلسے میں شرکت کے بعد ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں گے، بلکہ نیت یہ ہے کہ محلے کی کوئی انجمن ہے، جو اپنا اثر رسوخ بڑھانے کے لئے جلسہ منعقد کر رہی ہے، اور یہ خیال ہے کہ جلسہ سیرت النبی کرنے سے ہماری انجمن کی شہرت ہو جائی گی، کوئی جماعت اس لئے جلسہ سیرت النبی منعقد کر رہی ہے کہ اس جلسہ کے ذریعہ ہماری تعریف ہوگی کہ بڑا شاندار جلسہ کیا، بڑے اعلیٰ درجے کے مقررین بلائے، اور بڑے مجمع نے اس میں شرکت کی اور مجمع نے ان کی بڑی تحسین کی..... کہیں جلسے اس لئے منعقد ہو رہے ہیں کہ اپنی بات کہنے کا کوئی اور موقع تو ملتا نہیں ہے، کوئی سیاسی بات ہے یا کوئی فرقہ وارانہ بات ہے جس کو کسی اور پلیٹ فلام پر ظاہر نہیں کیا جاسکتا، اس لئے سیرت النبی کا ایک جلسہ منعقد کر لیں، اور اس میں اپنے دل کی بھڑاس

نکل لیں، چنانچہ اس جلسے میں پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اور توصیف کے دو چار جملے بیان ہو گئے اور اس کے بعد پوری تقریر میں اپنے مقاصد بیان ہو رہے ہیں، اور فریق مخالف پر بمباری ہو رہی ہے۔ اس غرض کے لئے جلسے منعقد ہو رہے ہیں۔

دوست کی ناراضگی کے ڈر سے شرکت

پھر دیکھنے کی بات یہ ہے کہ اگر واقعہ سچے دل سے سرکارِ دو عالم صلی علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرنے کی نیت سے ہم نے یہ محفلیں منعقد کی ہوتیں تو پھر ہمارا طرز عمل کچھ اور ہوتا، ایک گھر میں ایک محفل سیلا د منعقد ہو رہی ہے، اب اگر اس محفل میں اس کا کوئی دوست یا رشتہ دار شریک نہیں ہوا تو اس کو مطعون کیا جا رہا ہے اور اس پر ملامت کی جا رہی ہے۔ اور اس سے شکایتیں ہو رہی ہیں، اس محفل میں شرکت کرنے والوں کی نیت یہ نہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سنی ہے اور اس پر عمل کرنا ہے بلکہ نیت یہ ہے کہ کہیں محفل منعقد کرنے والے ہم سے ناراض نہ ہو جائیں۔ اور ان کے دل میں شکایت پیدا نہ ہو جائے، اللہ کو راضی کرنے کی فکر نہیں ہے محفل منعقد کرنے والوں کو راضی کرنے کی فکر ہے۔

مقرر کا جوش دیکھنا مقصود ہے

کوئی شخص اس لئے جلسے میں شرکت کر رہا ہے کہ اس میں فلاں مقرر صاحب تقریر کریں گے۔ ذرا جا کر دیکھیں کہ وہ کیسی تقریر کرتے ہیں، سنا ہے کہ بڑے جوشیلے اور شاندار مقرر ہیں۔ بڑی دھواں دھار تقریر کرتے ہیں..... گویا کہ تقریر کا مزہ لینے کے لئے جارہے ہیں، تقریر کے جوش و خروش کا اندازہ کرنے کے لئے جارہے ہیں۔ اور یہ دیکھنے کے لئے جارہے ہیں کہ فلاں مقرر کیسے گا گا کر شعر پڑھتا ہے کتنے واقعات سنا ہے۔

وقت گزاری کی نیت ہے

کچھ لوگ اس لئے سیرت النبی کے جلسے میں شرکت کر رہے ہیں کہ چلو، آج کوئی اور کام نہیں ہے، اور وقت گزاری کرنی ہے، چلو، کسی جلسے میں جا کر بیٹھ جاؤ تو وقت گزر جائے گا..... اور بے شمار افراد اس لئے شریک ہو رہے ہیں کہ گھر میں تو دل نہیں لگ رہا ہے اور محلے میں ایک جلسہ ہو رہا ہے، چلو، اس میں تھوڑی دیر جا کر بیٹھ جائیں، اور جتنی دیر دل لگے گا، وہاں بیٹھے رہیں گے، اور جب دل گھبرائے گا، اٹھ کر چلے جائیں گے۔ لہذا مقصد یہ نہیں ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو حاصل کیا جائے، بلکہ مقصد یہ ہے کہ کچھ وقت گزاری کا سامان ہو جائے، اگرچہ بعض اوقات اس طرح وقت گزاری کے لئے جانا

بھی فائدہ مند ہو جاتا ہے، اللہ رسول کی کوئی بات کان میں پڑ جاتی ہے۔ اور اس سے انسان کی زندگی بدل جاتی ہے، ایسے واقعات بھی ہوئے ہیں..... لیکن میں نیت کی بات کر رہا ہوں کہ جاتے وقت نیت درست نہیں ہوتی۔ یہ نیت نہیں ہوتی کہ میں جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سن کر اس پر عمل پیرا ہوں گا۔

ہر شخص سیرت طیبہ سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا

قرآن کریم یہ کہتا ہے کہ:

لقد کان لکام فی رسول اللہ اسوة حسنة

تمہارے لئے اللہ کے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے، اور آپ کی حیات طیبہ مشعل راہ ہے، یہ ایک پیغام ہدایت ہے۔ اور یہ ایک اسوہ حسنہ ہے۔ ایک مکمل نمونہ ہے، لیکن ہر شخص کے لئے نمونہ نہیں ہے، بلکہ اس شخص کیلئے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہو۔ اور اس شخص کے لئے جو یوم آخرت کو سنوارنا چاہتا ہو۔ اور یوم آخرت پر اس کا پورا ایمان، یقین اور بھروسہ ہو۔ اور وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرتا ہو۔ لہذا جس شخص میں یہ اوصاف پائے جائیں گے اس کے لئے سیرت طیبہ ایک پیغام ہدایت ہے۔

لیکن جس شخص کے اندر یہ اوصاف موجود نہیں اور جو اللہ کو راضی کرنا نہیں چاہتا۔ اور جو یوم آخرت پر بھروسہ نہیں رکھتا، اور یوم آخرت کو سنوارنے کے لئے یہ کام نہیں کرتا۔ اور وہ اللہ کو کثرت سے

یاد نہیں کرتا، اس کے لئے اس بات کی کوئی گارنٹی نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اس کے لئے ہدایت کا پیغام بن جائے گی۔ سیرت طیبہ تو ابو جھل کے سامنے بھی تھی، اور ابو لہب کے سامنے بھی تھی، امیہ بن خلف کے سامنے بھی تھی۔ لیکن وہ سیرت طیبہ سے فائدہ نہیں اٹھا سکے۔

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست

و در باغ لاله دوید و در شرد بوم خس

یعنی وہ زمین ہی بخر تھی۔ اور اس بخر زمین میں ہدایت کا بیج ڈالا نہیں جا سکتا تھا۔ وہ بار آور نہیں ہو سکتا تھا۔ لہذا اگر کسی شخص کے دل میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی فکر نہیں، اور آخرت کو سنورانے کی فکر نہیں، اور اللہ کی یاد اس کے دل میں نہیں ہے تو پھر کسی صورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے وہ شخص اپنی زندگی میں فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

لہذا یہ سارے مناظر جو ہم دیکھ رہے ہیں اس میں بسا اوقات ہماری نتیس درست نہیں ہوتیں، اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہزاروں تقریریں سن لیں، اور ہزاروں محفلوں میں شرکت کر لی۔ لیکن زندگی جیسے پہلے تھی ویسی آج بھی ہے، جس طرح پہلے ہمارے دلوں میں گناہوں کا شوق اور گناہوں کی طرف رغبت تھی اور آج بھی موجود ہے اس کے اندر کوئی فرق نہیں آیا۔

آپ کی سنتوں کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ انہی سیرت طیبہ کے نام پر منعقد ہونے والی محفلوں میں عین محفل کے دوران ہم ایسے کام کرتے ہیں جو سرکارِ دو عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے قطعی خلاف ہیں، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا جا رہا ہے۔ آپ کی تعلیمات، آپ کی سنتوں کا ذکر کیا جا رہا ہے، لیکن عملاً ہم ان تعلیمات کا، ان سنتوں کا، ان ہدایات کا مذاق اڑا رہے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے۔

سیرت کے جلسے اور بے پردگی

چنانچہ ہمارے معاشرے میں اب ایسی محفلیں کثرت سے ہونے لگی ہیں جن میں مخلوط اجتماع ہے اور عورتیں اور مرد ساتھ بیٹھے ہوتے ہیں، اور سیرت طیبہ کا بیان ہو رہا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو عورتوں کو فرمایا کہ اگر تمہیں نماز بھی پڑھنی ہو تو مسجد کے بجائے گھر میں پڑھو، اور گھر میں صحن کے بجائے کمرے میں پڑھو، اور کمرے سے بہتر یہ ہے کہ کوٹھری میں پڑھو، عورت کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دے رہے ہیں۔ لیکن انہی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہو رہا ہے۔ جس میں عورتیں اور مرد مخلوط اجتماع میں شریک ہیں، اور کسی اللہ کے بندے کو یہ خیال نہیں آتا کہ سیرت طیبہ کے ساتھ کیا مذاق ہو رہا ہے، پوری آرائش اور زیبائش کے ساتھ حج و حج

کر بے پردہ ہو کر خواتین شریک ہو رہی ہیں، اور مرد بھی ساتھ موجود ہیں۔

سیرت کے جلسے میں موسیقی

نبی کریم سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ مجھے جس کام کے لئے بھیجا گیا ہے، اس میں سے ایک اہم کام یہ ہے کہ میں ان باجوں بانسریوں کو اور ساز و سرور کو اور آلات موسیقی کو اس دنیا سے مٹا دوں۔ لیکن آج انہی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ

وسلم کے نام پر محفل منعقد ہو رہی ہے۔ جلسہ ہو رہا ہے اور اس میں ساز و سرور کے ساتھ نعت پڑھی جا رہی ہے، اور اس میں قوالی شریف ہو رہی ہے قوالی کے ساتھ لفظ ”شریف“ بھی لگ گیا ہے۔ اور اس میں پورے آب و تاب کے ساتھ ہارمونیم بج رہا ہے، ساز و سرور ہو رہا ہے۔ عام گانوں میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں کوئی فرق نہیں رکھا جا رہا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے ساتھ اس سے بڑا مذاق اور کیا ہو سکتا ہے۔

اس کے علاوہ ریڈیو اور ٹیلیوژن پر عورتیں اور مرد مل کر نعتیں پڑھ رہی ہیں، ٹیلیوژن دیکھنے والوں نے بتایا کہ عورتیں پورے آرائش اور زیبائش کے ساتھ ٹیلیوژن پر آرہی ہیں۔ یہ کیا مذاق ہے جو آپ کی سیرت طیبہ اور آپ کی تعلیمات کے ساتھ ہو رہا ہے۔ عورت جس کے بدے میں قرآن کریم نے فرمایا کہ:

ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى

(سورة الاحزاب: ۳۳)

یعنی زمانہ جاہلیت کی طرح تم بناؤ سنگھار کر کے مردوں کے سامنے مت آؤ، آج وہی عورت پورے میک آپ اور بناؤ سنگھار کے ساتھ مردوں کے سامنے آرہی ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نعت پڑھ رہی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور سیرت کے ساتھ اس سے بڑا ظلم اور کیا ہو سکتا ہے؟ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ان چیزوں کی وجہ سے اللہ کی رحمت آپ کی طرف متوجہ ہوگی تو پھر آپ سے زیادہ دھوکے میں کوئی اور نہیں ہے۔ نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو مٹا کر، آپ کی تعلیمات کی خلاف ورزی کر کے، آپ کی سیرت طیبہ کی مخالفت کر کے اور اس کا مذاق اڑا کر بھی اگر آپ اس کے متمنی ہیں کہ اللہ کی رحمتیں آپ پر نچھاور ہوں تو اس سے بڑا مغالطہ اور اس سے بڑا دھوکہ اس روئے زمین پر کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ معلو اللہ..... یہ تو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کے عتاب کو دعوت دینی والی باتیں ہیں، وہ کام جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کے کام ہیں، وہ ہم عین سیرت طیبہ کو بیان کرتے وقت کرتے ہیں۔

سیرت کے جلسے میں نمازیں قضا

پہلے بات صرف جلسوں کی حد تک محدود تھی کہ سیرت طیبہ کا جلسہ ہو رہا ہے، اس میں شریعت کی چاہے جتنی خلاف ورزی ہو رہی ہو،

کسی کو پرواہ نہیں، لیکن اب تو بات اور آگے بڑھ گئی ہے چنانچہ دیکھنے اور سننے میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے جلے کے انتظامات ہو رہے ہیں۔ اور ان انتظامات میں نمازیں قضا ہو رہی ہیں، کسی شخص کو نماز کا ہوش نہیں، پھر رات کے دو دو بجے تک تقریریں ہو رہی ہیں۔ اور صبح فجر کی نماز جا رہی ہے۔ جب کہ نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تو یہ تھا کہ جس شخص کی ایک عصر کی نماز فوت ہو جائے تو وہ شخص ایسا ہے جیسے اس کے تمام مال اور تمام لال و عیال کو کوئی شخص لوٹ کر لے گیا۔ اتنا عظیم نقصان ہے..... لیکن سیرت طیبہ کے جلے کے انتظامات میں نمازیں قضا ہو رہی ہیں اور کوئی فکر نہیں، اس لئے کہ ہم تو ایک مقدس کام میں لگے ہوئے ہیں، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی جو تاکید بیان فرمائی تھی وہ نگاہوں سے اوجھل ہے۔

سیرت کے جلے اور ایذاء مسلم

لور بنئے: سیرت طیبہ کا جلسہ ہو رہا ہے۔ جس میں کل پچیس تیس سامعین بیٹھے ہیں۔ لیکن لاوڈ اسپیکر اتنا بڑا لگتا ضروری ہے کہ اس کی آواز پورے محلے میں گونجے، جس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک جلسہ ختم نہ ہو جائے اس وقت تک محلے کا کوئی بیلہ، کوئی ضعیف، کوئی بوڑھا اور معذور آدمی سونہ سکے۔ حالاں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل تو یہ تھا کہ آپ تہجد کی نماز کے لئے بیدار ہو رہے ہیں، لیکن کس طرح بیدار ہو رہے ہیں؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ”فہم

رویداً آپ دھیرے سے اٹھے کہیں ایسا نہ ہو کہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی آنکھ کھل جائے۔ ”فتح الباب رویداً“ آہستہ سے دروازہ کھولا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ عائشہ کی آنکھ کھل جائے (رضی اللہ عنہا) اور نماز جیسے فریضے کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل تھا کہ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں نماز میں کسی بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو نماز کو مختصر کر دیتا ہوں، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس بچے کی آواز سن کر اس کی ماں کسی مشقت میں مبتلا ہو جائے..... لیکن یہاں بلا ضرورت، بغیر کسی وجہ کے، صرف ۲۵، ۳۰ سہ ماہین کو سنانے کے لئے اتنا بڑا لاؤڈ اسپیکر نصب ہے کہ کوئی ضعیف، بیمار آدمی اپنے گھر میں سو نہیں سکتا، اور انتظام کرنے والے اس سے بے خبر ہیں کہ کتنے بڑے کبیرہ گناہ کا ارتکاب ہو رہا ہے۔ اس لئے کہ ایذا مسلم کبیرہ گناہ ہے اس کا کسی کو احساس نہیں۔ (نسائی کتاب عشرۃ النساء باب الغیرۃ حدیث

نمبر ۲۹۶۳)

دوسروں کی نقالی میں جلوس

ہمارا یہ سدا طرز عمل اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ در حقیقت نیت درست نہیں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو اپنانے اور اس پر عمل کرنے کی نہیں ہے بلکہ مقاصد کچھ اور ہیں..... اور جیسا کہ میں نے عرض کیا پہلے صرف جلسوں کی حد تک بات تھی، اب تو جلسوں سے آگے بڑھ کر جلوس نکالنا شروع ہو گئے۔ اور اس کے لئے استدلال

کیا جاتا ہے کہ فلاں فرقہ فلاں مہینے میں اپنے امام کی یاد میں جلوس نکلتا ہے تو پھر ہم اپنے نبی کے نام پر ربیع الاول میں کیوں نہ نکالیں، گویا کہ اب ان کی نقل اتاری جا رہی ہے کہ جب محرم کا جلوس نکلتا ہے تو ربیع الاول کا بھی نکلنا چاہئے، بزعم خود یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ کے احکام کے مطابق عمل کر رہے ہیں۔ اور آپ کی عظمت اور محبت کا حق ادا کر رہے ہیں۔

لیکن اس پر ذرا غور کریں کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود اس جلوس کو دیکھ لیں جو آپ کے نام پر نکلا جا رہا ہے تو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو گوارا اور پسند فرمائیں گے؟۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہمیشہ اس امت کو ان رسمی مظاہروں سے اجتناب کی تلقین فرمائی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظاہری اور رسمی چیزوں کی طرف جانے کے بجائے میری تعلیمات کی روح کو دیکھو، اور میری تعلیمات کو اپنی زندگی میں اپنانے کی کوشش کرو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی پوری حیات طیبہ میں کوئی شخص ایک نظیر یا ایک مثال اس بات پر پیش کر سکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ وسلم کی سیرت کے نام پر ربیع الاول میں یا کسی مہینے میں کوئی جلوس نکلا گیا ہو؟۔ بلکہ پورے تیرہ سو سال کی تاریخ میں کوئی ایک مثال کم از کم مجھے تو نہیں ملی کہ کسی نے آپ کے نام پر جلوس نکلا ہو۔ ہاں! شیعہ حضرت محرم میں اپنے امام کے نام پر جلوس نکلا کرتے تھے، ہم نے سوچا کہ ان کی نقل میں ہم بھی

جلوس نکالیں گے۔ حلال کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

من تشبه بقوم فهو منهم

(ابو داؤد، کتاب البلاس، باب فی لبس الشهرة، حدیث نمبر ۴۰۳۱)

جو شخص کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرتا ہے وہ ان میں سے ہو جاتا ہے اور صرف جلوس نکالنے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر یہ ہو رہا ہے کہ کعبہ شریف کی شبیہیں بنائی جا رہی ہیں، روضہ اقدس کی شبیہیں بنائی جا رہی ہیں۔ گنبد خضراء کی شبیہیں بنائی جا رہی ہیں۔ پورا الالو کھیت ان چیزوں سے بھرا ہوا ہے۔ اور دنیا بھر کی عورتیں، بچے، بوڑھے اس کو تبرک سمجھ کر برکت حاصل کرنے کے لئے اس کو ہاتھ لگانے کی کوشش کر رہے ہیں، وہاں جا کر دعائیں مانگی جا رہی ہیں، ختمیں ملنی جا رہی ہیں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے نام پر یہ کیا ہو رہا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شرک کو، بدعات کو، اور جاہلیت کو مٹانے کے لئے دنیا میں تشریف لائے۔ اور آج آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے نام پر یہ ساری بدعات شروع کر دیں، روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس گنبد سے کوئی مناسبت نہیں، جو آپ نے اپنے ہاتھوں بنا کر کھڑا کر دیا ہے، لیکن اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس کو مقدس سمجھ کر تبرک کے لئے کوئی اس کو چوم رہا ہے، کوئی اس کو ہاتھ نگا رہا ہے۔

حضرت عمر اور حجر اسود

حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو حجر اسود کو چومتے وقت فرماتے ہیں کہ اے حجر اسود! میں جانتا ہوں تو ایک پتھر کے سوا کچھ نہیں ہے، خدا کی قسم! اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے تجھے چومتا ہوا نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی نہ چومتا، لیکن میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چومتے ہوئے دیکھا ہے، اور ان کی یہ سنت ہے اس واسطے میں تجھے چومتا ہوں۔

(صحیح بخاری، کتاب الحج، باب ما کر فی الحجر الاسود، حدیث نمبر ۱۵۹۷)

وہاں تو حجر اسود کو یہ کہا جا رہا ہے۔ اور یہاں اپنے ہاتھ سے ایک گنبد بنا کر کھڑا کر دیا، اپنے ہاتھ سے ایک کعبہ بنا کر کھڑا کر دیا، اور اس کو تبرک سمجھا جا رہا ہے اور اس کو چوما جا رہا ہے، یہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کو مٹانے کے لئے تشریف لائے تھے، اسی کو زندہ کیا جا رہا ہے، چراغاں ہو رہا ہے، ریکارڈنگ ہو رہی ہے۔ گانے بجانے ہو رہے ہیں، تفریح بازی ہو رہی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر میلہ منعقد کیا ہوا ہے۔ یہ دین کو کھیل کو دینانے کا ایک بہانہ ہے، جو شیطان نے ہمیں سکھا دیا ہے خدا کے لئے ہم اپنی جانوں پر رحم کریں اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کی عظمت اور محبت کا حق ادا کریں اور اس کی عظمت اور محبت کا حق یہ ہے کہ اپنی زندگی کو ان کے راستے پر ڈھالنے کی کوشش کریں۔

خدا کے لئے اس طرز عمل کو بدلیں

سیرت طیبہ کے جلسے میں کوئی آدمی اس نیت سے نہیں آتا کہ ہم اس محفل میں اس بات کا عہد کریں گے کہ اگر ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے خلاف پہلے پچاس کام کیا کرتے تھے تو اب کم از کم اس میں سے دس چھوڑ دیں گے، کسی نے اس طرح عہد کیا؟ کسی شخص نے اس طرح عید میلاد النبی منائی؟ کوئی ایک شخص بھی اس کام کے لئے تیار نہیں، لیکن جلوس نکالنے کے لئے، میلے سجانے کے لئے، محرابیں کھڑی کرنے کے لئے، چراغاں کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں، ان کاموں پر جتنا چاہو، روپیہ خرچ کروالو، اور جتنا چاہو، وقت لگوالو، اس لئے کہ ان کاموں میں نفس کو حظ ملتا ہے، لذت آتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا جو اصل راستہ ہے اس میں نفس و شیطان کو لذت نہیں ملتی۔ خدا کے لئے ہم اپنے اس طرز عمل کو ختم کریں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور محبت کا حق ادا کریں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنتوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین،

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔